تقسیم ہند کے وقت بھارت کو امید تھی کہ پاکستان زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا

سقوطِ ڈھاکہ کے نتیجے میں ہماری بھارت سے برابری والی حیثیت ختم ہو گئی

پاکستان اچھے پڑوسیوں کی طرح برابری کی بنیاد پر تو بھارت سے تعلقات کا خواہاں ہے لیکن بھارت کا طفیلی بننے کو تیار نہیں

روس اور امریکہ کولڈ وار کے نتیجے میں ہمیں وقتی طور پر بھارت کے مقابلے میں برابری کی چوٹ کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی

پاکستان کے لئے اب جو رسوا کن صورت سامنے آئی ہے وہ اللہ کی طرف سے ذلت و مسکنت کے عذاب کی ایک شکل ہے

نواز شریف نے صرف اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے عجلت میں امریکہ کا سفر کیا

اگر سیاسی جماعتیں اور جہادی تحریکیں اکٹھی ہو جائیں تو نواز شریف کا بستر گول ہو سکتا ہے

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اب امریکہ فیصلہ کن طور پر بھارت کا ہمنوا ہے

مسجد دار السلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۹/ جولائی ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

پاک بھارت کشیدگی کا پس منظر:

حضرات پوری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کے قیام اور ہندوستان کی تقسیم کی پشت پر دو قومی نظریہ کار فرما تھا۔ یعنی یہ تصور کہ مسلمان ایک قوم ہیں اور "الکفر ملت واحدہ" کے مصداق مسلمانوں کے علاوہ باقی سب غیر مسلم ایک قوم ہیں۔ ہندوستان میں مسلم لیگ اس نظریئے کو لے کر اٹھی۔ اس نے پورے بیس برس اس نظریہ کا شدت کے ساتھ پرچار کیا۔ آخر کار اس نظریئے کی حقانیت نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو شکست دی' ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان وجود میں آگیا۔

قیام پاکستان کے وقت ہندو مسلم تصادم یا اختلاف اپنے پورے عروج پر تھا۔ چنانچہ اس وقت اتنے بڑے پیمانے پر جس وحشت و بربریت کا مظاہرہ ہوا تاریخ انسانی میں پہلے کبھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ ہی انسانی تاریخ میں اتنے بڑے پیمانے پر تبادلہ آبادی کی کوئی مثال موجود ہے۔ اس کے بعد سے اب تک جو حالات پیش آئے وہ علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تفسیر ہیں کہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ابتدا میں بھارت کو قوی امید تھی کہ پاکستان زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکے گا اور اس کا وجود فوراً ختم ہو جائے گا۔ اس ضمن میں کانگریس کی طرف سے ماؤنٹ بیٹن کے ذریعے پاکستان کو کمزور کرنے کی کئی سازشیں بھی کی گئیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑی سازش میں باؤنڈری کمیشن کے ذریعے یہ فیصلہ کرایا گیا کہ پاکستان کی شہ رگ "کشمیر" بھارت کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ اسی پر بس نہیں اس کے بعد بھی بھارت کی مسلسل کوشش یہ رہی ہے کہ پاکستان اگر قائم رہتا بھی ہے تو کم از کم بھارت کے ساتھ برابری کا خناس وہ اپنے ذہن سے نکال دے اور چھوٹا بن کر رہے۔

دوسری طرف پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اچھے پڑوسیوں کی طرح برابری کی بنیاد پر بھارت سے تعلقات تو رکھنا چاہتا ہے لیکن بھارت کی طفیلی ریاست بننے کو تیار نہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر دونوں ممالک میں اب تک کشمکش چلی آرہی ہے۔

پاک بھارت کشیدگی کی تاریخ :

کشمیر کی آزادی کے لئے جہاد تو قیام پاکستان کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا۔ جس میں وہاں کے مقامی لوگ شامل تھے۔ جس کے نتیجے میں موجودہ آزاد کشمیر اس کشمیر سے الگ ہو گیا جو بھارت کے قبضہ میں ہے اور شمالی علاقے یعنی بلتستان' گلگت وغیرہ بھی پاکستان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اگرچہ پاکستان اس وقت اس جہاد میں براہ راست ملوث نہ تھا۔ لیکن پھر بھی پاکستان کا پلہ اتنا بھاری تھا کہ بھارت کو مدد کے لئے بھاگ کر U.N.O جانا پڑا۔

اس کے بعد پھر ایک موقع پر بھارت کی طرف سے پاکستان کے لئے عداوت کا اظہار ہوا تو قائد ملت لیاقت علی خان نے جواب میں یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں بھارت کو وہ تاریخی مکہ دکھایا اور پھر بندر روڈ کراچی پر یوم پاکستان کے موقع پر چودہ اسلامی ممالک کے فوجی دستوں کی پریڈ کروا کر بھارت کو دکھا دیا کہ ہم تنہا نہیں ہیں' پوری اسلامی برادری ہمارے ساتھ ہے۔ بھارت کے لئے یہ معاملہ سخت تشویش کا باعث تھا۔

گویا ابتداء میں ہم نے کچھ اپنے بل بوتے پر یا کچھ اسلامی ممالک کی حمایت کے بل پر بھارت کی ہمسری اور برابری کا تاثر قائم رکھا۔ اس کے بعد عالمی سطح پر سرد جنگ کا ایک طویل دور آیا۔ امریکہ پر U.S.S.R کا خوف طاری تھا۔ روس کی خلائی برتری اور نظریہ کی برتری امریکہ کو

لرزہ براندام کئے ہوئے تھی۔ اس وقت امریکہ کو شدت کے ساتھ اس خطے میں Allies (حمایتیوں) کی ضرورت تھی۔ ادھر پاکستان کو بھی بھارت کے مقابلے میں کسی سپرپاور کی حمایت کی ضرورت تھی۔ چنانچہ یہ دو طرفہ ضرورت تھی جس کے نتیجے میں ہم امریکہ کے اتحادی بن گئے اور ہمیں امریکہ کی طرف سے دھڑادھڑ فوجی و مالی امداد ملنے لگی۔ چنانچہ ہمیں بھارت کے مقابلے میں وقتی طور پر برابر کی چوٹ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اور ہم روس امریکہ کولڈ وار کے اس دور میں بھارت کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے رہے۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں بھی ہماری فتح کی وجہ اللہ کی مدد کے علاوہ امریکہ کا یہی جدید اسلحہ تھا کیونکہ بھارت کے پاس پرانا اسلحہ تھا۔

اس کے بعد ایک تبدیلی آئی اور امریکہ خلائی و ایٹمی میدان میں روس کے برابر آگیا اور تخفیف اسلحہ کے ضمن میں دونوں سپرپاورز کے مابین مذاکرات کا آغاز ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کولڈ وار کی شدت میں کمی آگئی۔ امریکہ کو ہماری ضرورت نہ رہی اور اس کی طرف سے ہماری امداد و اعانت میں کمی آگئی۔ پھر زمینی حقائق ابھر کر سامنے آئے۔ سب سے بڑی حقیقت یہ تھی کہ بھارت ایک بہت بڑا ملک تھا۔ دوسرے اس نے ہمارے مقابلے میں روس سے دوستی کی اور روس نے بھی ہر معاملے میں دوستی کا حق ادا کیا۔ ادھر امریکہ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ روس اور بھارت کے تعلقات میں کمی ہو۔ علاوہ ازیں امریکہ چین کی ابھرتی ہوئی طاقت سے بھی خوفزدہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس خطے میں چین کا اگر کوئی مدمقابل بن سکتا تھا تو وہ بھارت ہی ہے۔ تیسری حقیقت یہ تھی کہ پاکستان کے مقابلے میں بھارت امریکہ کے لئے بہت بڑی تجارتی منڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ امریکہ نے ان تینوں حقائق کے باعث ہمارے بجائے بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانا شروع کیں۔ جس کے نتیجے میں ہمارے بھارت سے برابری کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ انہی حالات میں ۱۹۷۱ء کی جنگ ہوئی اور سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ ظہور پذیر ہوا۔ اگرچہ سقوط ڈھاکہ کے پس منظر میں ہماری اپنی بھی کچھ غلطیاں تھیں، جس کے باعث چین نے بھی ہمیں کہہ دیا تھا کہ یہ آپ کا اندرونی معاملہ ہے جسے آپ نے خود بگاڑا ہے لہٰذا آپ خود حل کریں۔ اس موقع پر امریکہ نے اگرچہ ہمیں مدد کی امید دلائی تھی لیکن درپردہ امریکہ کی یہی پالیسی تھی کہ یہ دونوں خطے الگ ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے ہمیں دھوکہ دیا۔ بھارت نے اس صورتحال سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پاکستان دولخت ہو گیا۔

۱۹۷۱ء کی جنگ کے حوالے سے ذہن میں رہنا چاہئے کہ مغربی پاکستان کی حفاظت میں اگرچہ مشیت ایزدی کو فیصلہ کن دخل حاصل تھا لیکن عالم اسباب میں امریکی صدر نکسن نے اگر روس کے سربراہ کو ہیمن کو ہاٹ لائن پر فون نہ کیا ہوتا اور کو ہیمن اندرا گاندھی کو یکطرفہ طور پر سیزفائر کا حکم نہ دیتا تو مغربی پاکستان بھی کم و بیش چھ دنوں میں ختم ہو جاتا کیونکہ ہماری نیوی، فضائیہ اور بری فوج بھارت کے سامنے بے بس ہو چکی تھی۔ مختصراً یہ کہ سقوط مشرقی پاکستان کی شکل میں عذاب کا پہلا کوڑا ہم پر برسا ہے۔ جیسا کہ سورۃ السجدہ کی آیت ۲۱ میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ "ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب میں مبتلا کریں گے شاید کہ یہ باز آ جائیں۔" اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ درگزر بھی کرتا ہے۔ معاف بھی کرتا ہے، لیکن سزا بھی دیتا ہے تاکہ لوگ سنبھل جائیں اور نافرمانی ترک کر دیں۔ اللہ نے ۲۵ برس تک ہمیں مہلت دیئے رکھی۔ لیکن ہم نے وعدہ خلافی کی اور اسلام کی طرف کوئی پیش رفت نہ کی۔ سارے مظالم ہم نے جاری رکھے۔ استحصال اور ظلم کی بدترین صورت یعنی جاگیرداری نظام کو ہم نے جوں کا توں قائم رکھا۔ چنانچہ ہمیں یہ سزا ملی کہ مشرقی پاکستان الگ ہو گیا۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے غبارے سے ہوا نکل گئی اور ہماری بھارت سے برابری والی حیثیت ختم ہو گئی۔ لیکن مغربی پاکستان کے مسلمانوں نے اس صدمے کو اس طرح محسوس نہیں کیا جیسا کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ ہم سے ہزار میل کے فاصلے پر ہوا تھا۔ اس دور میں اگلا کام یہ ہوا کہ چونکہ امریکہ کا مفاد اس خطے میں نہیں رہا لہٰذا امریکی امداد بند ہو گئی سودی قرضوں کا دور شروع ہوا۔ امریکی امداد ہمارے لئے ٹی بی سے کم نہ تھی کہ اس کی وجہ سے ہم اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو سکتے تھے لیکن اب اس سودی قرضے کی صورت میں اس ٹی بی نے گویا بلڈ کینسر کے مرض کی شکل اختیار کر لی۔ جبکہ ان سودی قرضوں کا بھی بیشتر اور بہتر حصہ کرپشن کی نذر ہونے سے پاکستان معاشی اعتبار سے کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا گیا۔

اگلا دور جو ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۹ء تک کا ہے جب روس نے اپنی افواج افغانستان میں داخل کرنے کی حماقت کا ارتکاب کیا اور اس کے خلاف افغان جہاد شروع ہوا۔ اس موقع پر امریکہ نے ویت نام کا بدلہ لینے کے لئے روس کے مقابلہ میں افغانیوں کو اسلحہ بھی دیا اور پیسہ بھی دیا۔ یہاں پر چونکہ امریکہ کو ہماری مدد کی ضرورت تھی اور یہ ساری امداد پاکستان ہی کے ذریعے ان تک پہنچتی تھی لہٰذا پاکستان نے اپنا حصہ بھی وصول کیا۔ اس امریکی مالی و فوجی امداد کے بل بوتے پر اس عرصے میں پھر ہم بھارت کے برابر آ گئے۔ ۱۹۸۹ء میں روس کو شکست ہوئی تو امریکہ نے اپنا مطلب نکلنے کے بعد آنکھیں پھیر لیں۔ اور پاکستان کی تنزلی کا سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔

پیش منظر:

اس کے بعد دس سال یعنی ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۹ء تک کے حالات کو دیکھیں تو حقیقت یہ ہے کہ معاشی طور پر پاکستان کی اقتصادی موت واقع ہو چکی ہے۔ اب ہماری بھاگ دوڑ بس یہ رہ گئی ہے کہ کسی طرح ڈیفالٹ ہونے سے بچ جائیں۔ سودی قرضوں کے حصول اور قرضوں کی ری شیڈولنگ کے لئے ہم عالمی مالیاتی اداروں کی منتیں کرتے پھرتے ہیں اور اس کے بدلے میں وہ ہم سے اپنی من مانی شرائط منواتے ہیں۔

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اب امریکہ فیصلہ کن طور پر بھارت کا ہمنوا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب امریکہ کا ہم پر دباؤ ہے کہ ہم بھارت سے برابری کا خناس اپنے ذہن سے نکال دیں اور کشمیر کا ذکر کئے بغیر بھارت سے اپنے تعلقات درست کریں۔

اسی دور میں امریکہ کی کشمیر پر خود نیت خراب ہو گئی یعنی وہ مکمل کشمیر اور شمالی قبائلی علاقوں کو پاکستان سے الگ کر کے یہاں ایک آزاد ریاست قائم کرنے کے خواب دیکھنے لگا جو اس خطے میں گویا ایک نیا اسرائیل بن کر ابھرے تاکہ اس خطے میں چین، بھارت، پاکستان، افغانستان اور ترکستانی مسلم ریاستوں کو کنٹرول کیا جا سکے۔ بہرحال ہماری بھارت سے برابری والی حیثیت ختم ہو چکی تھی۔ لیکن ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو ہم نے جو ایٹمی دھماکے کئے تو ہم ایک بار پھر بھارت کے مدمقابل آ گئے۔ حالانکہ کلنٹن نے پانچ فون کئے تھے کہ دھماکے نہ کرو۔ اللہ نے نواز شریف صاحب کو ہمت دی یا انہوں نے کسی سیاسی مصلحت کے پیش نظر دھماکے کر دیئے۔ ہمارے اس جرات مندانہ اقدام سے بظاہر یہ تاثر ملا کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ چنانچہ ہم پھر خود کو بھارت کے برابر سمجھنے کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اعلان لاہور کی فضا میں بھی یہ بات موجود تھی کہ اب سب بات برابری کی بنیاد پر ہو گی۔ اسی طرح دو ماہ پہلے کارگل کی صورت حال کے باعث بھی ہم میں بھارت کے مدمقابل اور برابر کی چوٹ ہونے کا احساس پورے عروج پر تھا کہ نواز شریف یکدم امریکہ جا پہنچے اور مشترکہ اعلامیہ بھی جاری ہو گیا۔ انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ سفر اس حال میں ہوا کہ ہمارا وزیراعظم خود منتیں کر کے وہاں گیا، جب کہ بھارت کے وزیراعظم نے امریکی صدر کی دعوت پر بھی امریکہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ ان سب واقعات کے نتیجے میں برابری اور ہمسری کے اس غبارے سے ہوا یکدم نکل گئی اور نہ صرف یہ کہ دنیا بھر میں ہماری جگ ہنسائی اور رسوائی ہوئی بلکہ بھارت کا لہجہ ایک بار پھر جارحانہ اور تحکمانہ ہو گیا۔ اور اب جو صورت بنی ہے وہ ملت اسلامیہ پاکستان پر ذلت و مسکنت کے عذاب کی ایک شکل ہے۔ جس پر پو،

قوم صدمے سے دوچار ہے۔ تاہم حکومت کے حالیہ طرز عمل سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ نواز حکومت امریکہ سے این او سی لے کر قائم ہوئی ہے اور پاکستان مکمل طور پر امریکہ کی کالونی بن چکا ہے جبکہ نواز شریف کی حیثیت امریکہ کے وائسرائے کی سی ہے۔ البتہ یہ بات اب تک واضح نہیں ہے کہ وزیراعظم امریکہ لینے کیا گئے تھے؟ جب کہ ہماری طرف سے مصالحت پر آمادگی پہلے دن سے موجود تھی' ہم نے بھارت کا پائیلٹ بھی واپس کر دیا تھا کہ کشیدگی میں اضافہ نہ ہو۔ پھر بھارت کے نہ چاہتے ہوئے سرتاج عزیز کو مذاکرات کے لئے بھیجا' اس دوران ٹریک ٹو ڈپلومیسی کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ باتیں بھی ہوئیں کہ انخلا کا ٹائم ٹیبل طے ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس پس منظر میں وزیراعظم کی امریکہ یاترا کا صرف یہی سبب سمجھ میں آتا ہے کہ محض اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے نواز شریف صاحب عجلت میں شدرحال کیا تھا۔

اگرچہ میرا اپنا موقف بھی یہی تھا کہ جنگ سے گریز کیا جائے لیکن اس کا درست طریقہ یہ تھا کہ سیاچین اور کارگل سے انخلاء کا عمل براہ راست پاک بھارت مذاکرات کے ذریعے بیک وقت اور باہمی طے شدہ ٹائم ٹیبل کے تحت ہوتا' خواہ یہ مذاکرات خفیہ ہی ہوتے تو بھی ہماری کچھ نہ کچھ عزت رہ جاتی۔

لائحہ عمل:

آیئے اب جائزہ لیں کہ ہمیں آخر یہ ذلت کیوں اٹھانا پڑی؟ سورہ شوریٰ کی آیات نمبر ۳۰ اور ۳۱ میں اس سوال کا جواب موجود ہے۔ جہاں فرمایا گیا: ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○﴾ "جو مصیبت بھی تم پر آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے سبب ہوتی ہے' جب کہ بہت سے معاملات پر تو وہ گرفت کرتا ہی نہیں (لیکن اگر تم نے یہ روش جاری رکھی تو پھر بڑا عذاب آکر رہے گا) اور تم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تم کسی کو اپنا پشت پناہ اور مددگار نہ پاؤ گے۔" یعنی ہماری اس ذلت و رسوائی کا سبب ہماری بداعمالیاں ہیں۔ سب سے بڑا جرم تو یہ ہے کہ قیام پاکستان کے وقت ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ تو ہمیں آزادی عطا فرمادے تو ہم تیرے دین کا بول بالا کریں گے۔ لیکن ہم نے اسلام کی طرف پیش قدمی تو درکنار ظلم کی بدترین شکل جاگیرداری نظام جوں کا توں برقرار رکھا۔ پھر سودی معیشت کے ذریعے گویا اللہ سے اعلان جنگ کر رکھا ہے اس پر انعامی سکیموں کے ذریعے جوئے کا اضافہ الگ ہے۔ یہ سب ہمارا اپنے ہاتھوں کا کمایا ہوا ہے۔

متذکرہ بالا پس منظر اور پیش منظر میں خود بخود دو سوال پیدا ہوتے ہیں کہ اب کیا ہوگا؟ اور اس صورتحال میں کیا کرنا چاہئے؟ آئندہ کیا ہوگا یا کیا ہو سکتا ہے کے حوالے سے اخباری خبروں سے بھی کچھ رہنمائی ملتی ہے۔ ایک خبر ہے کہ کسی اہم عسکری شخصیت کا پیغام قاضی صاحب کو پہنچایا گیا اور وہ اپنا بیرونی دورہ مختصر کر کے واپس آرہے ہیں۔

اسی طرح فاروق لغاری صاحب کی امریکی قونصل جنرل اور کسی اہم ملکی شخصیت سے ملاقات ہوئی ہے بعدازاں لغاری صاحب کا یہ بیان بھی آیا ہے کہ نواز شریف خود مستعفی ہو جائیں یا انہیں کان پکڑ کر نکال دیا جائے۔

سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ اس حکومت کا اخلاقی جواز ختم ہو گیا ہے اسے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

نیوز ویک نے لکھا ہے کہ یہ شکوک و شبہات بڑھتے جا رہے ہیں کہ فوج بالآخر فیصلہ کرے کہ نواز شریف کسی اور سول حکمران کے لئے اپنی کرسی خالی کر دیں۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو کہی جا رہی ہیں۔ ان کی حیثیت حتمی نہیں۔ البتہ ان حالات میں چند باتیں اظہر من الشمس ہیں جنہیں میں انتہائی دکھ کے ساتھ کربیان کررہاہوں۔

۱) اب مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کی مستقبل قریب میں کوئی امید نہیں رہی۔
۲) پاکستان کی بھارت سے برابری کے غبارے سے ہوا نکل گئی ہے اور اب بھارت کے لہجے میں پھر جارحانہ پن نمایاں ہو گیا ہے۔
۳) نواز شریف صاحب کی حیثیت امریکہ کے ایک خادم کی سی ہے۔
۴) اب بھارت مسئلہ کشمیر پر امریکہ سمیت کسی دباؤ کو قبول نہیں کرے گا۔
۵) خالص سیاسی جماعتوں کو حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کا سنہری موقع مل گیا ہے۔
۶) مذہبی جماعتیں اور ان کے ساتھ جہادی تنظیموں کی طرف سے شدید ردعمل آئے گا۔
۷) اگر یہ سیاسی اور جہادی جماعتیں اکٹھی ہو جائیں تو نواز شریف کا بستر گول ہو سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں پھر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ مارشل لاء لگے گا یا حالات کوئی اور بدتر رخ اختیار کریں گے' سول وار بھی شروع ہو سکتی ہے جس پر پولیس ایکشن کے نام پر بھارت یا امریکہ بھی یہاں براہ راست مداخلت کا قدم اٹھا سکتا ہے۔
۸) ایک امکان یہ بھی ہے کہ اس اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجے میں یہاں اسلامی انقلاب آ جائے لیکن چونکہ اسلامی انقلاب کے لوازم یہاں پورے نہیں ہوئے اور حقیقی اسلامی انقلاب صرف حضرت محمد ﷺ کے طریق پر برپا ہو سکتا ہے' لہٰذا یہ امکان بس ایک امید موہوم کی حیثیت رکھتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ کیا کرنا چاہئے تو ہمیں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ پاکستان ایک معجزانہ انداز میں قائم ہوا اور اس معجزے کے دو پہلو تھے۔ ایک مسلمانان ہند کا یک زبان نعرہ لگانا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ دوسرے یہ کہ صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشیت ایزدی کے تحت عالمی غلبہ دین یعنی قیام خلافت علی منہاج النبوۃ میں اس خطے یعنی پاکستان اور افغانستان کا کوئی خاص رول ہے۔ چنانچہ پاکستان کی بقا و استحکام کی اسلام کے سوا کوئی اساس ہے ہی نہیں۔ ان حالات میں ہمارے پاس صرف ایک راستہ ہے کہ ہم انفرادی طور پر اللہ کے حضور توبہ کریں اور جملہ احکام خداوندی کو اپنے اوپر نافذ کریں جبکہ اجتماعی طور پر پاکستان میں اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے پر آمادہ اور منہاج محمدیؐ کے مطابق غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد پر کمربستہ ہو جائیں۔ صرف اسی صورت میں ہم نہ صرف بھارت پر برتری حاصل کر سکتے ہیں بلکہ پوری دنیا کی قیادت کے منصب پر فائز ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جہاں تک تنظیم اسلامی کا تعلق ہے وہ ان حالات میں کسی ہنگامے یا تحریک میں شامل نہیں ہو گی اور اس ملک میں نفاذ اسلام کے لئے منہاج محمدی علی صاحب الصلوۃ والسلام کے مطابق اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ ○○

انٹرنیٹ کی دنیا میں پہلی بار
امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد
کا بیان کردہ قرآن مجید کا مکمل ترجمہ و تفسیر
پاکستان اور کینیڈا میں انٹرنیٹ پر سماعت فرمایئے
www.tanzeem.org.pk

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
ایف اے (آرٹس/جنرل سائنس گروپ)' آئی کام' آئی سی ایس اور بی اے کی ریگولر کلاسز
داخلے جاری ہیں
زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن
رابطہ و معلومات

والیان ریاست کو الحاق کا اختیار دے کر مسلم لیگ نے کشمیر خود بھارت کے حوالے کیا

۱۹۶۲ء میں چینیوں نے رات تین بجے ایوب خان کی خواب گاہ میں انتہائی اہم پیغام پہنچایا لیکن وہ امریکی سحر سے آزاد نہ ہو سکے

امریکی ذرائع ابلاغ کا پاکستانی فوج کو اچانک "The Rogue Army" کہنا شروع کر دینا خالی از علت نہیں

حیدر آباد دکن پر حملہ کر کے بھارت نے برصغیر کی تقسیم کے پیکج کو موت کے گھاٹ اتار دیا

مرزا ایوب بیگ٭ لاہور

برصغیر کی تقسیم کا فارمولا کانگریس، مسلم لیگ اور تخت برطانیہ کے مابین طویل مذاکرات کے بعد طے ہوا اور یہ فارمولا ایک پیکج کی صورت میں تھا۔ اس کے مطابق طے پایا کہ پاکستان میں وہ علاقے شامل ہوں گے جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے جبکہ بھارت ہندو اکثریت کے علاقوں پر مشتمل ہوگا' یعنی مسلم لیگ کا دو قومی نظریہ مسلمانوں کی زبردست کوشش اور جدوجہد کے بعد تسلیم کر لیا گیا۔ البتہ وہ ریاستیں جہاں والی اور راجاؤں کے ذریعے انگریز بالواسطہ حکومت کرتا تھا ان کے بارے میں کانگریس نے یہ ریزولیوشن منظور کروایا کہ وہاں کے عوام چاہیں تو پاکستان سے الحاق کرلیں۔ اور چاہیں تو بھارت سے الحاق کر لیں۔ لیکن انتہائی غیر متوقع طور پر مسلم لیگ نے اس کی مخالفت کی اور تجویز دی کہ وہاں کے والی یا راجے الحاق کے بارے میں فیصلہ کریں۔ مسلم لیگ کی یہ تجویز قبول کرلی گئی۔ کشمیر کا راجہ ہری سنگھ پہلے تو تذبذب کی کیفیت میں رہا۔ لیکن بالآخر اس نے بھارت سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا خود مسلم لیگ کی تجویز کے مطابق کشمیر بھارت کا حق تھا۔ (اگرچہ اب جو نئی نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں ان کے مطابق راجہ کا بھارت سے آخری وقت اختلاف ہو گیا تھا اور اس نے دستاویز پر دستخط سے انکار کردیا تھا لیکن بھارت اپنی فوج داخل کر چکا تھا لہٰذا اس نے زبردستی سے کام لیا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت بار بار کے مطالبے کے باوجود وہ اصلی دستاویز کسی کو دکھانے کے لئے آج تک رضامند نہیں ہوا)

تقسیم کے پیکج کی پہلی خلاف ورزی یہ کی گئی کہ ضلع گورداسپور جو مسلمان اکثریتی ضلع تھا' بھارت کو دے دیا گیا۔ اس سے پٹھانکوٹ کے راستے بھارت کشمیر سے زمینی طور پر منسلک ہو گیا۔ اس سے پاکستان کو اصولی طور پر یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ ساری تقسیم کو متنازعہ قرار دے دے۔ بعدازاں حیدر آباد دکن پر قبضہ کر کے بھارت نے اس پیکج کو بحیثیت مجموعی دفن کر دیا۔ حیدر آباد اگرچہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی اور بھارت کی پسلی میں واقع تھی لیکن اصولی طور پر اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کہ کشمیر نسبتاً ایک بہت بڑی ریاست تھی۔ اصول تو ہر جگہ ایک جیسا لاگو ہونا چاہیئے۔ گویا اب بھارت نے پاکستان کو از خود یہ حق دے دیا کہ چاہو تو تم بھی کشمیر میں فوجی کارروائی کر لو۔ جوناگڑھ کو اس لئے بھارت نے ضم کر لیا کہ اس ریاست میں ہندو اکثریت تھی پھر بھی اس نے پاکستان سے الحاق کیا تھا۔ اس لحاظ سے بھی گویا پاکستان کو یہ موقع فراہم کیا گیا کہ کشمیر جس نے اگرچہ بھارت کے ساتھ الحاق کیا ہے لیکن وہاں چونکہ مسلمانوں کی اکثریت ہے لہٰذا پاکستان بھی اگر وہاں زبردستی کر سکتا ہے تو کرلے۔ مناواں کو بھی ہضم کر لیا گیا۔ آخری اور انتہائی اہم بات یہ ہے کہ کشمیریوں نے بھارت کے تسلط کے خلاف پہلے دن سے ہی کسی نہ کسی انداز میں جدوجہد جاری رکھی۔ اس پس منظر کو سامنے رکھیں تو پاکستان کا پورا پورا یہ حق تھا کہ وہ بھارت کے کشمیر پر قبضے کو چیلنج کرے۔ قائداعظم ایک عظیم مدبر' بااصول اور راست باز سیاست دان تھے۔ اگرچہ والیان ریاست اور راجاؤں کو الحاق کا حق دینے کی جو غلطی مسلم لیگ سے ہوئی تھی وہ انہی کی قیادت میں ہوئی تھی لہٰذا اصل ذمہ داری انہی کے کاندھوں پر آتی تھی لیکن جب برصغیر کی تقسیم کے پیکج کی پہلی خلاف ورزی کی گئی تو انہوں نے فوری طور پر اس کا نوٹس لیا اور ڈگلس گریسی کو کشمیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا بالکل اسی طرح جس طرح انہوں نے پنڈت نہرو کے ایک جملے سے کیبنٹ مشن کو تسلیم کرنے کی اپنی غلطی کا ازالہ کر لیا تھا۔ لیکن گورے کمانڈر انچیف نے حکم عدولی کی۔

اب آیئے اس بحث کی طرف کہ مختلف اوقات میں پاکستان کے برسراقتدار طبقے نے کشمیر کے حوالے سے کیسی کیسی ہلاکت خیز غلطیاں کیں' بلکہ صحیح تر الفاظ میں اپنے اقتدار کو خطرہ لاحق ہونے کے خوف سے کشمیر حاصل کرنے کے مواقع گنوا دیئے۔

۱) اگرچہ یہ درست ہے کہ ڈگلس گریسی نے قائداعظم کا حکم ماننے سے انکار کیا تھا اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اس نے اپنے پیشہ وارانہ فرض پر اپنی قوم کی خواہش یا مفاد کو ترجیح دی تھی لیکن اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ حکم بوڑھا اور بیمار قائد دے رہا ہے جبکہ اس کی تقریباً تمام کابینہ ہچکچاہٹ محسوس کر رہی ہے اور اس کے ارکان پر خوف طاری ہے۔

۲) ۱۹۴۸ء کی جنگ کو روک کر لیاقت علی خان ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ شاید ایک ہندو عورت سے شادی کا تجربہ تحریک پاکستان کے دوران ہندو رویئے کے جو بے شمار تلخ تجربات ہوئے تھے ان سب پر غالب آگیا تھا۔

۳) ۱۹۶۲ء میں بھارت چین جنگ کے موقع پر صدر ایوب بھی ایک تاریخی غلطی کے مرتکب ہوئے۔ اس حوالے سے شہاب نامہ میں ایک واقعہ اس غلطی کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ قدرت اللہ شہاب کہتے ہیں رات کے اڑھائی بجے تھے' میری خواب گاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور مجھے بتایا گیا کہ ایک چینی ہنگامی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے اندر بلا لیا۔ چینی کہنے لگا کہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں بھارت سے ہماری جنگ جاری ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ

اس موقع پر آپ کوئی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ قدرت اللہ شہاب کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ نے ہماری وزارت خارجہ سے کیوں نہیں رابطہ کیا۔ وہ مسکرا کر کہنے لگا کہ صدر ایوب سے آپ بہتر انداز میں بات کر سکتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت آنے کا مطلب یہ ہے کہ وقت کم بھی ہے اور قیمتی بھی۔ بات میری سمجھ میں آئی۔ میں نے گاڑی نکالی اور ایوان صدر پہنچ گیا۔ اس وقت رات کے تین بج چکے تھے۔ کچھ وقت کے بعد ایوب خان کی خوابگاہ تک میری رسائی ہو گئی' میں نے اپنی اور چینی کی گفتگو صدر ایوب کو سنائی۔ صدر ایوب کہنے لگے اس میں خبر والی کونسی بات ہے میں خود جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا چینی کے خیال میں کشمیر کے حوالے سے یہ سنہری موقعہ ہے۔ اگر ہم بھی کشمیر کی طرف اپنی فوج کو پیش قدمی کا حکم دیں تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایوب خان غصے میں کہنے لگے تم سویلین لوگ فوج کی نقل و حرکت معمولی بات سمجھتے ہو۔ جاؤ خود بھی جا کر آرام کرو اور مجھے بھی آرام کرنے دو۔ مجھ پر نیند کا غلبہ ہے۔ چنانچہ ایوب خان اور کشمیریوں کا مقدر دونوں سو گئے۔

بعد ازاں معلوم ہوا کہ بھارت کی درخواست پر امریکہ متحرک ہو چکا ہے اور بھارت سے تحریری طور پر وعدہ لیا جا چکا ہے کہ بھارت چین سے جنگ کے بعد پاکستان سے مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر حل کر لے گا۔ پھر بھٹو سورن سنگھ تاریخی مذاکرات کشمیر پر ہوئے اور ہو کر ختم ہو گئے۔ اس تحریری وعدے میں بھی بھارت نے پہلے دن ہی ڈنڈی ماری۔ تحریری طور پر طے ہوا تھا کہ یہ مذاکرات وزارت خارجہ کی سطح پر ہوں گے لیکن جونہی جنگ ختم ہوئی' ریلوے کے وزیر سورن سنگھ کو مذاکرات کے لئے نامزد کر دیا گیا۔ پاکستان کو بھی مجبوراً وزیر خارجہ محمد علی بوگرہ کی بجائے بھٹو کو جو اس وقت غالباً معدنیات اور قدرتی وسائل کے وزیر تھے نامزد کرنا پڑا۔

۴) ۱۹۶۵ء میں ادھوری اور ناقص حکمت عملی کے ساتھ گوریلوں کو کشمیر میں داخل کیا لہٰذا سیز فائر قبول کرنا پڑا۔ درحقیقت کوئی منصوبہ بندی سرے سے کی ہی نہیں گئی تھی بلکہ جو دھوکہ ایوب خاں نے کھایا تھا' کشمیر میں یہ کارروائی محض اس کا ردعمل تھا۔

۵) سیاچین پر بھارت کے ناجائز قبضے کا اصل مقصد سمجھنے میں غلطی کھائی گئی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ چور بٹلا اور قمر سیکٹر میں ۱۹۸۷ء میں بھارت کے ناجائز قبضے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جاتا' اس کے برعکس بھارت کے ان سیکٹروں پر ناجائز قبضے کی خبر کو دبا لیا گیا۔

۶) کارگل سیکٹر پر اگرچہ پاکستانی فوج نے قبضہ پوری حکمت

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

ضرب مؤمن ۹ تا ۱۵ جولائی ۹۹ء

کاش کسی دیہات میں مدرسہ کا طالب علم ہوتا ○ گورنر قندھار

مجھے قلبی سکون دینی اسباب اور درس و تدریس میں نظر آتا ہے۔ میری تمنا ہے کہ میں کہیں دیہات میں مدرسہ کا طالب علم ہوتا۔ اگر اس حکومتی کام کی ضرورت اور افغانستان کے حالات کی فکر' ان کو سنبھالنے کی اہمیت کے پیش نظر حضرت امیرالمومنین کے حکم کی اطاعت کی مجبوری نہ ہوتی تو واللہ میں طالب علمی کی زندگی اختیار کرتا۔ یہ باتیں والئی قندھار ملا محمد حسن رحمانی نے نمائندہ ضرب مومن سے گفتگو کرتے ہوئے کیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں دیہات میں پرانے مدرسے دیکھتا ہوں تو دل سے ایک غبار اٹھتا ہے کہ کاش مجھے ایسا وقت ملتا کہ میں حجرے میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ علم ایسی دولت ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں معرفت اور احکام الٰہیہ کی سمجھ عطا کی۔ اگرچہ کافر دنیاوی معاملات میں ہم سے آگے ہیں لیکن ان کو اللہ کی پہچان نہیں۔

عشر و زکوٰۃ کا تیسرا حصہ شہداء کے اہل خانہ میں تقسیم کیا جاتا ہے

صوبہ کنڑ کی وزارت شہداء و مہاجرین کے سربراہ مولانا عنایت اللہ نے ضرب مومن سے گفتگو کے دوران کہا کہ روس کے ظلم و ستم یا باہم اقتدار کی جنگوں کی وجہ سے جو لوگ معذور یا ہجرت کر چکے تھے' جیسا کہ روس نے ایک ہی گاؤں میں ایک ہی دن میں تقریباً بارہ سو افراد کو شہید کر دیا تھا' اسی طرح دوسرے ہر شہید ہونے والوں کی بیواؤں' یتیموں اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ ہم نے حتی الوسع تعاون کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تقریباً اکیس سو کارڈ جاری کئے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اور جب بھی ان لوگوں کو امداد کی ضرورت ہوتی ہے یہ کارڈ دکھا کر امداد حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امیرالمومنین کے حکم سے عشر و زکوٰۃ کا تیسرا حصہ شہداء کے بچوں اور بیواؤں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا عشر و زکوٰۃ کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کابل بھیجا جاتا ہے۔ دوسرا عام غریبوں اور ناچار لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ تیسرا حصہ وزارت شہداء و مہاجرین کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ پھر یہ حضرت امیرالمومنین کے حکم پر مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا گذشتہ سال حضرت امیرالمومنین نے مستحقین میں تقسیم کیلئے پچاس کروڑ افغانی صوبہ کنڑ کی وزارت شہداء و مہاجرین کو دیئے۔

بجلی پیدا کرنے والے اکثر ادارے فعال بنا لئے

ملک میں بجلی پیدا کرنے والی اکثر فیکٹریوں کو فعال اور کام کرنے کے قابل بنا دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مزید کوششیں جاری ہیں۔ وائس آف امریکہ کی پشتو سروس سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر برق و آب ملا محمد عیسیٰ اخوند نے کہا کہ گذشتہ باہمی بے معنی اور تباہ کن جنگوں کی وجہ سے تقریباً ستر فیصد بجلی متاثر ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اب الحمد للہ اسلامی امارت کی توجہ اور کوششوں سے کابل شہر کو تقریباً مکمل طور پر بجلی دوبارہ فراہم کر دی گئی ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ملک میں بجلی پیدا کرنے والی ۲۰ کے قریب فیکٹریاں موجود ہیں جن میں اکثر دوبارہ فعال کر دی گئی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بجلی ڈیم' میدان وردک میں چک' جلال آباد میں درونٹہ' کابل کے نغلو اور سروبی سمیت دیگر ڈیموں کو فعال بنا کر ہم وطنوں کو بجلی فراہم کی گئی ہے۔

میمنہ: برسر عام تین ڈاکوؤں پر شرعی حد کا اجراء

تینوں اسلامی عدالتوں کے فیصلوں اور امیرالمومنین کی تائید و منظوری کے بعد تین راہزنوں پر شرعی حد جاری کر دی گئی۔ صوبہ فاریاب کے ہزاروں باشندوں کے سامنے میمنہ شہر میں راہزنوں کے دائیں ہاتھوں اور بائیں پیروں کو کاٹ دیا گیا۔ محمد یعقوب' عبد المنان اور عبد الرحیم نامی اشخاص نے راہزنی کے قبیح جرم کا ارتکاب کر کے چند افراد کو راستے میں لوٹ لیا تھا۔ طالبان پولیس نے مجرموں کو گرفتار کر کے شرعی عدالت کے حوالہ کیا۔ تینوں راہزنوں نے عدالتوں کے سامنے بلا خوف و خطر اور جبر و اکراہ اپنے گھناؤنے جرم کا اعتراف کیا۔ چنانچہ تینوں عدالتوں سیشن کورٹ' ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے شرعی حد کے طور پر راہزنوں کے دائیں اور بائیں پاؤں کو کاٹنے کا حکم دیا جو ہزاروں افراد کے مجمع عام میں عمل پذیر ہوا۔ حد جاری ہونے سے قبل راہزنوں سے لوٹے گئے اموال واپس اصلی مالکان کو دلوائے گئے۔

عملی اور طویل منصوبہ بندی کے بعد کیا تھا لیکن حکومت پاکستان امریکی دھمکیوں کے سامنے جس طرح ڈھیر ہو گئی فوج شاید اس کا گمان بھی نہیں کر رہی تھی۔ جنرل زینی جب اپنی دھمکیوں سے فوج کے سربراہ کو خوفزدہ نہ کر سکے تو انہوں نے اپنے دورے کی مدت کو اچانک بڑھا کر نواز شریف سے ملاقات کی اور انہیں مزید خوفزدہ کر دیا۔ یہاں مرزا اسلم بیگ کی یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ۱۹۸۶ء میں بھی اسرائیل کی طرف سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات تباہ کرنے کی رپورٹیں ملی تھیں۔ جن پر صدر ضیاء الحق نے امریکہ کے ذریعے بھارت کو پیغام بھجوایا تھا کہ دنیا کے کسی ملک کی طرف سے بھی ہم پر حملہ ہوا۔ ہم اس کا جواب بھارت کو دیں گے۔ جس پر بھارت کی طرف سے اسرائیل کو روک دیا گیا تھا۔ ۱۹۸۹ء میں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی عملی کارروائی کی گئی تھی جسے بروقت جوابی اقدام کر کے روک دیا گیا تھا۔ لہٰذا ڈیکو گریشیا کے بحری اڈوں سے جہازوں کی نقل و حرکت گیدڑ بھبکیوں کے سوا کچھ نہیں تھا لیکن جان اور اقتدار کے جانے کے خوف سے ہمارے حاکم بدحواس ہو گئے۔

مسلم دشمن قوتوں نے عراق کہ جو ایٹمی صلاحیت حاصل کرنا چاہتا تھا اور پاکستان جو ایٹمی صلاحیت حاصل کر چکا ہے' دونوں کے خلاف متضاد پروپیگنڈا کیا۔ عراق کی فوجی اور اسلحی قوت کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اڑوس پڑوس کے حکمرانوں کو اس کی جنگی قوت سے خوفزدہ کر دیا اور اس کے خلاف عملاً جنگ مسلط کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ پاکستان کے خلاف جنگ وہ بھارت کے لئے بہت بڑا رسک تصور کرتے تھے۔ پاکستان کی اسلحی اور فوجی قوت کی کمزوریوں اور ناتوانی کو خوب اجاگر کیا گیا اور یہاں تک پروپیگنڈا کیا کہ بھارت جب چاہے کراچی کا محاصرہ کر لے' لہٰذا اپنے پروپیگنڈے اور دھمکیوں سے وہ ان حاکموں سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جن کی ٹانگیں پہلے ہی کانپ رہی تھیں۔

جنگ کے بادل جب چھٹنے شروع ہو گئے تو اچانک راقم کی نگاہ ایک جریدے میں پاکستان اور بھارت کی دفاعی قوت کے تقابل پر پڑی تو حیران رہ گیا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی نسبت قوت کے توازن میں دونوں ممالک کے درمیان فرق کم ہو چکا تھا اور ایٹمی صلاحیت کا معاملہ یہ ہے کہ پاکستان نہ صرف ایٹمی کمانڈ اور کنٹرول کے حوالے سے بلکہ کلی طور پر ایٹمی ٹیکنالوجی میں بھارت سے کہیں آگے ہے۔ بہرحال گہرے غور و غوض کے بعد راقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سب کچھ کے باوجود مسلمانان پاکستان ایک بار پھر دنیا بھر میں جو ذلیل و رسوا ہوئے ہیں تو اس کی وجہ ہماری بدکرداری' ہماری منافقت اور اللہ سے بدعہدی ہے۔ وہ قوم دنیا و آخرت میں کیسے سرخرو ہو سکتی جو اللہ کا دین نافذ کرنے کے عہد پر ایک ملک حاصل کرے اور اسی ملک میں اللہ اور رسول کے خلاف اعلان جنگ کرے۔ جوئے کی رسیا ہو جائے۔ شرک فی الذات کا مسلم دنیا میں سب سے بڑا گڑھ بن جائے اور ہوس زر میں اندھی ہو جائے۔

آخر میں پاکستان کی تمام مقتدر قوتوں سے دست بستہ عرض ہے کہ یا تو کشمیر کو مکمل طور پر بھول جاؤ۔ اس میں راقم کے نزدیک قطعاً کوئی حرج نہیں۔ یا پھر آخری آدمی اور آخری گولی کی بنیاد پر لڑو اور حصول مقصد کے بغیر لوٹنا اپنی لغت سے نکال دو۔ وگرنہ یہ ظلم عظیم ہے کہ کچھ چھیڑ چھاڑ کی' کچھ جانیں اور عزتیں مقبوضہ کشمیر میں لٹ گئیں' کچھ پاکستانی مارے گئے پھر لوٹ کر بدھو گھر آ گئے۔ رہ گئی بات کشمیر بذریعہ مذاکرات کی تو راقم کی رائے میں ہمیں

(باقی صفحہ ۸ پر)

معتمد حلقہ امارت' سید آصف علی رضوی کا سانحۂ ارتحال

تنظیم اسلامی حلقہ امارت کے معتمد' جناب سید آصف علی رضوی صاحب پچھلے دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم' کراچی کے سینئر رفیق تنظیم جناب واحد علی رضوی کے برادر خورد تھے اور گزشتہ کم و بیش ۱۵ سالوں سے ابوظبی میں مقیم تھے۔ مرحوم تنظیم کے فعال کارکن تھے اور حلقہ امارت کے معتمد کے طور پر اپنی ذمہ داریاں عمدگی سے نبھا رہے تھے۔ وہ ایک ملنسار' صلح جو' خوش اطوار شخص کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے اور رفقاء میں بہت مقبول تھے۔ مرحوم کی عمومی صحت بہت اچھی تھی اور عمر ۵۰ سال سے کم تھی۔ رات کے کھانے کے بعد اچانک قے اور اسہال کا معاملہ شروع ہوا اور صبح تک حالت بہت تشویشناک ہو گئی۔ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے ہی میں راہی ملک عدم ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی اچانک موت ان کے لواحقین کے لئے ہی نہیں' تنظیم اسلامی کے تمام رفقاء اور بالخصوص حلقہ امارات کے رفقاء کے لئے بھی ایک سانحہ سے کم نہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی خطاؤں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر و تحمل کے ساتھ اس صدمہ کو جھیلنے کی ہمت عطا فرمائے۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اس دعا میں شریک ہو جائیں : اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابا یسیرا (آمین یارب العالمین)

اصل میں دونوں ایک ہیں!

روزنامہ "ڈان" میں آرٹ بک والڈ کے شائع ہونے والے ایک دلچسپ کالم کی تلخیص

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

یونیورسٹی آف ڈرائی ڈاک نے قانون اور ڈرامہ کی کلاسوں کو آپس میں مدغم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ صدر ہمرلنگ نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان دونوں میں کوئی نمایاں فرق و تفاوت باقی نہیں رہا۔ اس کا مشاہدہ کرانے کے لئے وہ مجھے ایک ایسی کلاس میں لے گئے جہاں طلباء اداکاری کے انداز میں قانون کی تعلیم پا رہے تھے۔ پروفیسر ڈمفرے کلاس لے رہے تھے۔ انہوں نے طلباء سے سوال کیا : "فرض کرو تم اپنے موکل کے ساتھ' جس پر قتل کا الزام ہے' عدالت میں پیش ہونے کے لئے جا رہے ہو —— وہاں عدالت کے باہر درجنوں میڈیا کے لوگ موجود ہیں جن میں ٹی۔ وی کے کیمرہ مین اور پریس فوٹوگرافر شامل ہیں' تو سب سے پہلا آپ کا کیا کام ہو گا؟ "مسکراہٹ!" ایک طالب علم نے جھٹ سے جواب دیا۔ "ٹھیک! اب آگے بولیں۔" پروفیسر نے کہا "میرا موکل بے گناہ ہے' اسے غلط طور پر اس مقدمہ میں ملوث کیا گیا ہے۔ جیوری مقدمہ دیکھتے ہی بری کر دے گی۔"

"اب وہاں جو طلباء بیٹھے ہیں وہ پریس والوں کا کردار ادا کریں اور وکیل پر سوالوں کی بوچھاڑ کریں"۔ پروفیسر نے اشارہ کیا "یہ کہنے کے آپ نے کتنے پیسے لئے"۔ پہلا سوال ہوا۔ "جہاں قتل ہوا آپ کا موکل چاقو لئے وہاں کیا کر رہا تھا؟" دوسرا سوال۔ "سوائے یہ کہنے کے کہ میرا موکل بے گناہ ہے' اور کرپٹ نظام عدل کا شکار ہوا ہے۔ اس بارے میں میں مزید کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"سمجھیں فیصلہ ہو گیا' مجرم کو موت کی سزا ہوئی۔ وکیل عدالت سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ اب وہ کیا کہتے ہیں' سنئے!" "میرے دلائل اپنی جگہ بالکل مکمل تھے' مگر جج نے بات ہی نہیں سنی' جیوری نے بھی تعصب کا اظہار کیا ہے' سرکاری وکیل کے پاس سوائے ایک شک کے کوئی ثبوت تھا ہی نہیں!" —— "تو کیا آپ اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کریں گے؟" ایک طالب علم رپورٹر نے سوال کیا۔

ضرور اپیل دائر کرتا' اگر میں نے دوسرا کیس نہ لے لیا ہوتا!"

کلشن نواز پاکستانی حکمرانو!

”یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ!“

——— تحریر : نعیم اختر عدنان ———

خالق کائنات اور احکم الحاکمین نے اپنے بندوں کے نام اپنے آخری ہدایت نامے میں امت مسلمہ کو دیگر بہت سی ہدایت کے ساتھ ایک اہم ہدایت یہ بھی فرمائی ہے کہ ”مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست بناؤ۔“ دنیا کی ہدایت و رہنمائی پر فائز امت مسلمہ کو یہ ہدایت اس لئے دی گئی تھی کہ در حقیقت پہلی دو امتیں دنیا میں شر و فساد، ضلالت و گمراہی اور ظلم و جور کی ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان دونوں امتوں کی چالبازیوں سے بچانے کے لئے نماز پنجگانہ جیسے انتہائی اہم فریضہ عبادت میں ”سورۃ فاتحہ“ کو اسی لئے لازم کردیا کہ اہل ایمان کو یہ سبق ہر لمحہ یاد رہے۔ بندہ مومن کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ ”اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جو تیرے انعام یافتہ بندے تھے، جن پر نہ تو تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی وہ گمراہ ہوئے۔“

سورۃ فاتحہ ہر خواندہ و ناخواندہ، ہر عاقل و غیر عاقل، ہر بالغ و نابالغ مرد و عورت کو آتی ہے، اس کا کچھ نہ کچھ مفہوم بھی اس کے ذہن و قلب میں موجود ہے۔

پاکستان کی ہر حکومت اور اس کے حکمران کی طرف سے دعویٰ جاتا رہا ہے کہ ملک و ملت کے مفاد کا تحفظ ہی ہمارا ”نصب العین“ رہا ہے۔ یہی راگ نواز شریف حکومت اور اس کے حواری الاپ رہے ہیں۔ نواز شریف کا قوم سے خطاب اسی دعویٰ کا اعلان و اظہار ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم کے اس ”دعویٰ خلوص“ کا جائزہ لینا ہر محب وطن شہری کا حق ہی نہیں ایک ناگزیر فریضہ بھی ہے۔

امریکہ نواز پالیسی پر عمل در آمد پاکستان کی ہر حکومت کا فرض منصبی قرار پایا۔ مگر ہمارے حکمرانوں کی اس امریکہ نواز پالیسی کا نتیجہ ہمیشہ ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ کے مصداق پاکستان کے حق میں ناموافق ہی نکلا۔

پاکستان کی امریکہ کے ساتھ ”دوستی“ کی حاصل اسی اندھی بہری خارجہ پالیسی کو اس مصرعہ کا مظہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

پاکستان کا حکمران طبقہ ہر مشکل گھڑی میں امریکی امداد کا منتظر رہا ہے اور یہ انتظار ”صنم بے وفا“ کے ”وعدہ فردا“ کی حیثیت سے کبھی پورا ہوا، نہ آئندہ اس کا امکان ہے۔

جس وقت دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت کو دولخت کیا جارہا تھا، اس وقت بھی امریکہ کا ساتواں بحری بیڑا خاموش تماشائی بن کر ہماری نگرانی کر رہا تھا۔ ۷۴ء میں یہود کے ”اٹوٹ“ حلیف بھارت نے ایٹمی دھماکہ کرکے مغربی طاقتوں کا منہ چڑایا مگر بھارت کے اس جرم کی سزا پاکستان کو بھگتنے کا حکم جاری ہوگیا۔

بھارت نے سیاچین پر قبضہ کرلیا تو انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کے کانوں پر جوں نہ رینگی اور دنیا کے امن کے محافظ اور کسی ٹھیکیدار کی پیشانی پر شکن تک نمودار نہ ہوئی۔ اور تو اور امریکہ بہادر پریشان تک نہ ہوا۔ پاکستان کے ساتھ امریکہ کی پُر خلوص اور سچی دوستی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ سچائی اور انصاف کے علمبردار اس عظیم ملک نے (جس کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے) پاکستان جیسے غریب ملک کو جس نے پیشگی رقم بھی ادا کردی تھی مگر اس کے باوجود ایف سولہ طیارے دینے سے انکار کردیا۔ پاکستان کی یہ رقم بھی امریکہ ہڑپ کر جاتا اگر پاکستان کی وزارت عظمیٰ کے منصب پر کلشن نواز شخصیت جلوہ افروز نہ ہوتی۔ بھارت نے دنیا کے آٹھ بڑے خداؤں (G 8) کی مرضی اور خواہش کے خلاف مئی ۹۸ء میں یکے بعد دیگرے تین ایٹمی دھماکے کرکے امن و انصاف کے علمبرداروں اور دنیا کے امن کے محافظوں کی معصوم خواہش کا دھماکہ کردیا۔ دنیا کے آٹھ بڑے بھارت کو اس کی گستاخی کی سزا دینے کی بجائے پاکستان کو یہ سبق سمجھانے اور پڑھانے لگ گئے کہ پاکستان بھارت کے جواب میں ایٹمی دھماکہ کرنے کی حماقت نہ کرے۔ پاکستان کے کلشن نواز حکمرانوں کو بھارتی ایٹمی دھماکوں کا جواب دیتے ہی بنی تو ہر قسم کی امداد کو روک کر پاکستان کو عراق بنانے کی سازش تیار کرلی گئی۔ نواز شریف کی جرات اور بے باکی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ نواز شریف نے ایٹمی دھماکوں کی سالگرہ کو یوم تکبیر کے نام سے منانے کا بیانگ دہل اعلان کیا۔ قوم ”جشن تکبیر“ کی بھول بھلیوں میں سرشار اور محو تھی کہ کنٹرول لائن پر کشمیری مجاہدین شمشیر و سنان سے مسلح طاؤس و رباب کے پجاری ”ہندو نیتاؤں“ سے اس آن، بان اور شان سے پنجہ آزما ہوگئے کہ بھارت سمیت یہود و ہنود نواز دنیا چلا اُٹھی کہ اُٹھو ورنہ بھارت نہیں رہے گا دنیا بھر میں، دو ڑو پاکستان چال قیامت کی چل گیا۔

مجاہدین کشمیر نے بھارت کی فوجی برتری کا غرور کارگل کی پہاڑیوں میں اور خطے کے سپر طاقت بننے کا خواب دراس اور کرگل کے محاذوں پر چکنا چور کردیا۔

پاکستان کے عوام کے دلوں کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ تازہ نمودار ہوا اور یہ امید انگڑائیاں لینے لگی کہ اب پاکستان اپنی ”شہ رگ“ دشمن کے قبضہ سے واگزار کروائے گا مگر کلشن نواز پاکستانی حکمرانی نے ”ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا“ کا سا طرزِ عمل اختیار کرکے اپنا نام ایسے لوگوں کی فہرست میں درج کروالیا ہے۔ جنہیں تاریخ میر جعفروں اور میر صادقوں کے نام سے موسوم کرتی ہے۔

ہماری کلشن نواز اور میڈان پاکستان وزیر اعظم سے دست بستہ گذارش ہے کہ وہ واشنگٹن اعلامیے کے حوالے سے قوم کے سامنے جو تاویلیں چاہیں پیش کریں مگر اللہ کے اس فرمان کو ضرور پیش نظر رکھیں۔ ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔“ فاعتبروا یا اولی الابصار

بقیہ : تجزیہ

روز روز ڈے سے جانے کا شوق پڑ گیا ہے۔ واجپائی نے واضح طور پر تو کہہ دیا ہے کہ کارگل نے ہمیں جاگتے رہنے کا سبق دیا ہے۔ اب دشمن اس وقت جنگ مسلط کرے گا جب حکومت اور فوج کے درمیانی خلیج ناقابل عبور ہو جائے گی یا وہ پہلے ہمیں ایٹمی صلاحیت سے محروم کرچکا ہوگا۔ یہ نکتہ خاص طور پر قابل غور ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ نے اچانک پاکستان آرمی کو The Rough Army یعنی بدمعاش فوج کہنا شروع کردیا ہے۔

محترم وزیر اعظم نواز شریف کی تقریر پر ”عذر گناہ بد تر از گناہ“ سے بہتر تبصرہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ایک کمپیوٹر ی ڈی (CD) میں امیر تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد
کا بیان کردہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ و مختصر تشریح

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کرلے

تیرے بے عدل بندوں نے خدایا انتہا کر دی

تحریر : مرزا ندیم بیگ

ہادی برحق' نبی کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ ارشاد گرامی ہے کہ "فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے" اور اپنی پیاری بیٹی سے محبت کا یہ مظہر ہے آپ اپنے نواسوں حسنؓ و حسینؓ کو اپنی گود مبارک میں کھلاتے' کبھی انہیں اپنے شانہ مبارک پر بٹھاتے۔ آپ کا یہ فرمان بھی ہے کہ "جو شخص اپنی بیٹی کی تربیت بہتر انداز سے کرے گا وہ جنتی قرار پائے گا' صرف اتنا ہی نہیں نبی کائنات نے اپنی آمد مبارک کے بعد عربوں میں کئی ہزار سال سے رائج ایک رسم بد کا جڑ سے قلع قمع کیا۔ وہ رسم بد اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا تھا مگر یہ آج ان کے ایک اُمتی کو کیا ہوا کہ فضل پارک شادباغ میں ایک باپ نے اپنی نوماہ کی پھول سی بیٹی "حنا" کو زہر دے کر مار ڈالا۔

جس بیٹی کو اس نے موت دی وہ یقیناً اس کمسنی میں اپنے باپ کے پچکارنے پر اپنی معصوم سی مسکراہٹ سے دنیا کی رنگینی میں اضافہ کرتی ہوگی' مگر باپ کو کیا ہوا کہ اپنی ہی جگر گوشہ کو ہمیشہ ہمیش کی نیند سلا دیا حالانکہ مشاہدے میں آیا ہے کہ چرند پرند بھی اپنی اولاد کی خاطر صبح سے شام تک نجانے کہاں کہاں مارے مارے پھرتے ہیں۔ تب کہیں شام کو وہ اپنے بچوں کے لئے دانہ دنکا لاتے ہیں پھر اپنی اولاد سے محبت کا بے پایاں اظہار کرتے ہوئے اسے اپنی چونچ سے ان کے حلق میں اتارتے ہیں' مرغی بھی اپنے بچوں کو غیر محفوظ دیکھ کر انہیں اپنے پیروں میں سمیٹ لیتی ہے' تو کمزور و ناتواں ہونے کے باوجود اپنے سے کہیں طاقتور دشمن پر جھپٹ پڑتی ہے' بھیڑ سے اس کا میمنا الگ ہو جائے تو وہ اس کی جدائی میں اللہ سے فریاد کرتی پھرتی ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتی ہے۔

ہم نے بھی سن اور دیکھ رکھا ہے کہ بیٹیوں کے لئے تو باپ اپنی نیندیں بھی حرام کر دیتا ہے۔ ان کے چین کے لئے خود بے چین ہو جاتا ہے۔ ان کی تکلیف تو خوشی میں بدل دیتا ہے اور خود تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے' بلکہ یہی نہیں وہ اپنی جان سے پیاری بیٹیوں کی زندگی کے لئے اپنی زندگی تک ہار جاتا ہے مگر یہ کیسا بابل ہے جو اپنی بیٹی کو زندگی دینے کی بجائے موت دے رہا ہے۔ یہ کیسا بابل ہے جو اس کے لئے رحمت ہونے کی بجائے زحمت بن رہا ہے۔

اس بے رحم بابل کا گریبان پکڑ کر پوچھا جائے کیوں ننھی سی کلی کو مسل ڈالا؟ کیوں اس نے معصوم کی مسکراہٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالا؟ کیوں اس کی محبت سے لبریز آواز کو بند کر ڈالا۔ آخر یہ ظلم کیوں کیا؟ پوچھنے پر یہ بے رحم بابل "منظور" کہتا ہے کہ بس محنت کش ہوں جو محنت کرتا ہوں اس سے گھر کا گزر بسر مشکل سے ہوتا ہے۔ ننھی "حنا" بیمار تھی' اس کے علاج و معالجہ کا خرچ پورا نہیں کر سکتا تھا بلکہ مجھے میری بیوی اور باقی چار بچوں کو اس کے علاج کی وجہ سے اکثر بھوکوں سونا پڑتا تھا۔

اپنی بیٹی کو ہلاک کرنے والے محنت کش منظور تو اس پاک سرزمین پر اکیلا نہیں تھا بلکہ چار کروڑ عوام ایسے ہیں جو غربت و افلاس کی انتہاؤں پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کی زندگی بھی ان کے لئے نعمت کی بجائے عذاب ہے کیونکہ ان کے پینے کے لئے صاف پانی نہیں۔ ان کے علاج و معالجے کے لئے بھی کوئی ہسپتال نہیں۔ ان کے سر پر کوئی چھت نہیں مگر وہ تو زندہ ہیں۔ اگر چن زیب حاتم وقت کی کھلی کچہری میں جل مرا تو کیا ہوا۔ نواز کھوکھر دارالحکومت میں سربازار کباب بن گیا تو کیا ہوا۔ ہزاروں لوگ مرتے ہیں مگر حکمران چین کی بانسری بجا رہے ہیں۔ قوم بھوکوں مر رہی ہے اور حکمران کرکٹ سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اپنی اولادوں یا اپنے آپ کو مت مارو۔ آؤ ان کو مارنے کی تدبیر کرو جو میری اور آپ کی بھوک' ننگ اور افلاس کے ذمہ دار ہیں۔ جو تعداد میں تو مٹھی بھر ہیں مگر ۱۴ کروڑ سے زائد عوام کے وسائل پر قابض ہیں۔ جو ملک کو معاشی طور پر دیوالیہ بنانے کے بعد عوام کے جسم سے خون نچوڑ کر معیشت کو مضبوط بنانے کے سہانے خواب ہمیں دکھا رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو غربت کے خاتمے کے لئے غریب کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جو ہمارے ننھے منے بچوں کے سہانے خوابوں کو ڈراونے بنانے میں مصروف ہیں۔

اے خدا کہاں ہیں آج تیرے وہ بندے جو کتے کے مرنے پر اپنی آپ کو جواب دہ سمجھتے تھے۔ اے خدا کہاں ہیں وہ جبکہ آج تو انسان مر رہا ہے۔ آج تو باپ بیٹی کے حلق میں زہر اتار دیا۔ آج تو انسان اپنے کو جلا رہا ہے' اے خدا کہاں ہیں وہ؟

خدایا فیصلہ صادر ہو اب تیری عدالت کا
تیرے بے عدل بندوں نے خدایا انتہا کر دی

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ نواز شریف پوری دنیا میں "مین آف دی پیس" کے طور پر ابھرے ہیں۔ (مسلم لیگ)

✪ "لہٰذا انہیں فوری طور پر امن کا نوبل پرائز دیا جائے۔"

☆ کنٹرول لائن پر لڑائی بند اور مجاہدین کی واپسی شروع ہو گئی۔ (ایک خبر)

✪ (نواز شریف ساڈا شیر اے) اگرچہ ایس گل وچ کافی ہیر پھیر اے۔

☆ حکومت کو یکطرفہ شکست قبول کرنے کا اختیار کس نے دیا۔ (فاروق لغاری)

✪ نواز شریف حکومت کے بھاری مینڈیٹ میں آپ کے تعاون نے

☆ ہم جنگ نہیں لڑ سکتے کہ ہمارا بال بال تو قرضے میں جکڑا ہے۔ (خواجہ ریاض)

✪ "نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں۔ فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا" کے مصداق وزیر اطلاعات مشاہد حسین سے یہ کھلی کچہری والا خواجہ ریاض اچھا!

☆ پاکستان کو آبدوزوں اور میراج طیاروں کی فراہمی معطل کر دی۔ (ایک خبر)

✪ پاکستان دشمنی پر مبنی مغربی طاقتوں کا روائتی طرز عمل!

☆ کارگل سے مجاہدین کی واپسی نواز کلنٹن معاہدے کا حصہ ہے۔ (ایک خبر)

✪ نواز شریف قدم پیچھے ہٹاؤ' کلنٹن تمہارے ساتھ ہے!

☆ اللہ تعالیٰ بے نظیر کو ہدایت دے (نواز شریف)

✪ آمین یا رب العالمین

فیصل آباد میں شب بسری کا پروگرام

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی اور غربی کے زیر اہتمام مورخہ ۱۵ جون بروز منگل العزیز مسجد میں شب بسری پروگرام بعد از نماز مغرب شروع ہوا۔ اس پروگرام میں بارہ رفقاء نے شرکت کی۔ ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ پر گفتگو کی۔ اس کے بعد سیرت کی کتاب محسن انسانیت کا مطالعہ کیا گیا۔ نعیم صدیقی صاحب نے اس کتاب میں مذہب کی دعوت اور دین کی دعوت کو بہت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مذہب کی دعوت بہت محدود ہے جبکہ دین کی دعوت زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتی ہے۔ اس مطالعہ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا مشن دین کے غلبہ ہی کے لئے تھا۔ اس کتاب کا مطالعہ نماز عشاء تک جاری رہا۔

عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد محمد رشید عمر صاحب نے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ اس رکوع میں بیان کیا گیا ہے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اطاعت اس کی کرو جو اللہ کی طرف بلائے۔ نماز قائم کرو اور مشکل وقت میں صبر سے کام لو' بیشک یہ بہت ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ آخر میں انہوں نے حکمت اور فلسفہ میں فرق بیان کیا۔ رات کو سونے سے پہلے محمد فاروق صاحب نے سیرت صحابہ میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کیا۔ صبح نماز فجر سے پہلے ملک احسان الٰہی صاحب نے سورۃ الحدید کا مطالعہ ترجمہ کے ساتھ کرایا۔ نماز فجر کے بعد ملک صاحب احسان الٰہی نے درس حدیث دیا۔ اور یہ شب بسری پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : محمد اقبال)

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ۱۹ جون نماز عشاء سے ۲۰ جون شام سوا پانچ بجے اختتام پذیر ہوا۔ نماز عشاء کے بعد مطالعہ حدیث کے سلسلہ میں عبدالرحمٰن صاحب ہنگورہ نے ایک حدیث بیان کی جس میں اس دنیا کے مقابلے میں آخرت کی اہمیت بیان کی گئی کہ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہئے۔ نماز عشاء کے بعد رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ عشائیہ کے بعد رفقاء آرام کے لئے چلے گئے اور ان کو صبح ساڑھے تین بجے بیدار کیا گیا۔ سوا چار بجے تک رفقاء نے انفرادی طور پر نوافل ادا کئے اس کے بعد رفقاء نے امیر محترم کا ۱۸ جون کا خطاب سنا۔ ۵ بجے نماز فجر ادا کی گئی۔ سوا پانچ بجے جناب شجاع الدین صاحب نے سورۂ اعراف کی آیات کے حوالہ سے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں بیان کیں۔ اس درس میں تقریباً ۱۳۵ اصحاب نے شرکت کی جس میں ۱۶ رفقاء بھی شامل تھے۔ درس کے بعد رفقاء نے اشراق کے نوافل ادا کئے اور ۷ بجے تک حالات حاضرہ پر مذاکرہ ہوا جس میں ورلڈ کپ' پاک بھارت جنگ اور سندھ میں گورنر کی تبدیلی اور مشیر اعلیٰ کا تقرر زیر بحث آئے۔ اس کے بعد رفقاء آرام' ضروریات و ناشتہ سے فارغ ہو کر ۹ بجے پھر جمع ہوئے اور امیر محترم کا خطاب "ابلیس کی مجلس شوریٰ" بذریعہ ویڈیو دیکھا۔ ۱۱ بجے رفقاء کارنر میٹنگز کے لئے قرآن اکیڈمی سے برنس روڈ کے علاقہ میں گئے۔ وہاں پر تین مختلف مقامات پر میگا فون کے ذریعہ شجاع الدین صاحب' جناب عبدالقادر انصاری اور جناب عبدالرحمٰن ہنگورہ نے کارنر میٹنگز سے خطاب کیا۔ اس کے بعد قرآن اکیڈمی آ کر نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد عبد الرحمٰن ہنگورہ صاحب نے صحابہؓ کے اقوال بیان کئے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد رفیق سعید الرحمٰن صاحب کے صاحبزادے آصف سعید صاحب نے جو خود بھی رفیق ہیں اور افغانستان کے محاذ سے ہو کر آ چکے ہیں' وہاں کے حالات بتائے۔ درس قرآن کی مشق کے سلسلہ میں جناب نصیر احمد فاروقی صاحب اور امیر الدین قاضی صاحب نے درس دیا۔ اس کے بعد شمیم احمد صاحب نے تزکیۂ نفس کے سلسلہ میں وقت کی قدر اور اس کی اہمیت بیان کی اور سورۃ العصر کے مضامین کا خلاصہ پیش کیا۔ اس کے بعد سیرت صحابہؓ کے سلسلہ میں شجاع الدین نے حضرت خباب بن ارتؓ کے حالات زندگی بیان کئے۔ آخر میں امیر محترم کے خطاب ۱۸ جون کا بقیہ حصہ سنا۔ مقامی امیر نے رفقاء کو مرکز سے موصول شدہ ہدایات پہنچائیں اور نصیحتیں کیں۔ شام سوا پانچ بجے پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں کل ۲۳ رفقاء نے شرکت کی۔ ۱۶ کل وقتی اور ۷ جز وقتی شریک ہوئے۔ (رپورٹ : واجد علی)

اسلام آباد میں امیر تنظیم اسلامی کا سورۂ حدید پر درس

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ۲۱ اور ۲۲ جون آبپارہ کے کمیونٹی سنٹر اسلام آباد میں سورۂ حدید پر درس دیا جو دو دنوں میں مکمل ہوا۔ امیر محترم نے درس قرآن میں کہا کہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدے سے انحراف کے نتیجہ میں پاکستانی قوم نفاق جیسے مرض میں مبتلا ہو چکی ہے اور قرآن حکیم سے روگردانی کی سزا آج ہمیں یہ مل رہی ہے کہ کسی بھی بین الاقوامی فورم پر ہماری کوئی شنوائی اور قدر و قیمت نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سورۂ مبارکہ امت مسلمہ کے خطاب کے ضمن میں قرآن مجید کی جامع ترین سورۃ ہے۔ اس سورہ مبارکہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کائنات کا خالق چونکہ وہی ہے لہٰذا بالفعل بھی وہی بادشاہ ہے اور بالقوۃ بھی اس کی بادشاہی ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہاں حکمرانی کرے۔ اس سورۂ مبارکہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایمان محض زبانی اقرار اور کچھ ظاہری اعمال کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے دین کے لئے مخلص ہونا اس کی اصل روح اور حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ انسانوں میں سے کون ایسے لوگ ہیں جو اس کے دین کی حمایت و نصرت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کی خاطر جان لڑا دیں۔ اگر ہم نے اللہ سے کئے گئے وعدے کو ایفاء کیا ہوتا تو ہم دنیا میں یوں ذلیل و خوار نہ ہوتے۔ آج بھی وقت ہے کہ قوم اجتماعی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دیں۔

نوشہرہ کے گاؤں بدرشی میں اسرے کا قیام

اسی سال ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس سے فارغ ہونے والے طالب علم قاضی فضل حکیم نے ۶ جون بدرشی کے منفرد رفقاء کا ایک اجلاس رکھا جس میں ایک نئے اسرے کے قیام کا فیصلہ کیا اور اس کی اطلاع اور باقاعدہ قیام کے لئے امیر حلقہ سرحد کو تحریری اطلاع دی۔ اس اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ درس قرآن کے حلقہ جات قائم کئے جائیں اور عربی سکھانے کا بندوبست کیا جائے۔ امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد اور آذر بختیار خلجی صاحب نے بدرشی کے رفقاء سے ۱۹ جون کو ملاقات کی اور اسرے کے قیام کے لئے ہدایات دیں۔

فضل حکیم صاحب کو اسرے کا نقیب بنایا گیا۔ یہ اُسرہ یکم جولائی سے اپنا کام شروع کر دے گا۔ اُسرہ بدرشی میں ابتدائی طور پر ملک امان' سریر الدین' شاد علی اور شاہد خان شامل ہوں گے۔ ایک رفیق تنظیم حافظ محمد وصال صاحب سے بھی ملاقات طے ہے تاکہ ان کو اُسرہ بدرشی میں شامل کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ فضل حکیم صاحب کی کوششوں سے درس قرآن' خطاب جمعہ' رفقا میں باہمی ملاقات و مشورے کے مواقع اور تربیتی نشستیں شروع کر دی گئی ہیں۔

(رپورٹ : طارق محمود)

انتقالِ پُرملال

- تنظیم اسلامی کے دیرینہ رفیق حاجی نور عالم قضاءِ الٰہی سے ۲۹ جون بروز منگل انتقال فرما گئے۔
- ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق تنظیم اسلامی محمد صادق بھٹی کی بڑی ہمشیرہ جو فالج کی مریضہ تھیں' وفات پا گئیں اور دو دن بعد ان کے شوہر بھی اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔
- تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ۱ کے رفیق جناب اطہر ریاض صاحب کے بہنوئی حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

رفقاء و احباب سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

عشق رسولؐ کا مظاہرہ پورے سال کیا جائے : امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ

امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ محمد نسیم الدین نے جشن عید میلاد النبیؐ کے موقع پر اپنے ایک پیغام میں کہا ہے کہ عالم اسلام میں خاتم النبیین والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کا جشن ولادت بھرپور عقیدت اور احترام کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم عشق رسول ﷺ کا جتنا بھی مظاہرہ کر لیں' اس کا حق ادا کرنا ممکن نہیں کیونکہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ آپؐ کا زیر بار احسان ہے جن کے ذریعہ ہمیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ عشق رسول ﷺ کے یہ مظاہرے محض ماہ ربیع الاول تک ہی محدود نہیں ہونے چاہیں بلکہ یہ سال کے ہر دن پر محیط ہونے چاہئیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سبحانہ نے جس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا اس مشن کی تکمیل یعنی دین حق کی سربلندی کے لئے مسلسل جدوجہد کی جائے۔ یہ جدوجہد آج کے دور میں ہر مسلمان پر فرض عین کی حیثیت رکھتی ہے' کیونکہ آج غیر مسلم دنیا میں تو دین حق مغلوبی کی کیفیت میں ہے لیکن بدقسمتی پچاس سے مسلم ممالک میں بھی اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم نہیں۔ ہم پاکستانی مسلمانوں پر یہ ذمہ داری دہری ہو جاتی ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اقامت دین کی جدوجہد کے لئے وقف کر دیں کیونکہ یہ مملکت خداداد اسلام ہی کے نام پر وجود میں آئی جس کا منطقی تقاضہ ہے کہ یہاں اسلامی نظام کا پرچم سربلند ہو۔ چنانچہ ہم ماضی میں اس جدوجہد سے غفلت اور حق بندگی ادا نہ کر پانے پر اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کریں اور کسی ایسی اجتماعیت سے جڑیں جو اسلامی نظام عدل اجتماعی کی جدوجہد پر نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے انقلابی پہلو کی روشنی میں عمل پیرا ہو۔ عشق رسولؐ کا ہم سے یہی تقاضا ہے۔

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام بمقام خوگئے نزد تیمر گرہ منعقد ہوا جس میں نقیب اسرہ محمد فہیم' ناظم ملاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ خان حقانی اور چار رفقاء کے علاوہ کئی احباب نے شرکت کی۔

اس پروگرام کے لئے یہ قافلہ ۱۹/جون کو تیمر گرہ سے روانہ ہوا اور نماز عصر سے پہلے منزل پر پہنچ گیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد مولانا غلام اللہ حقانی صاحب نے تنظیم کے قیام کے مقاصد بیان کئے۔ اس کے بعد نماز مغرب تک نقیب اسرہ جناب محمد فہیم صاحب نے "دعوت دین" کے موضوع پر مذاکرہ منعقد کیا۔ رفقاء کے علاوہ ۲۵ تا ۳۰ احباب نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے موضوع کے بعد جناب محمد فہیم صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پر گفتگو کی اور شرکاء پر واضح کیا کہ دین کیا چاہتا ہے اور ہماری نجات کس پر ہے؟ تقریباً ۴۵ احباب نے شرکت کی۔

اگلی صبح نماز فجر کے بعد مولانا غلام اللہ حقانی صاحب نے علامہ اقبال کے اشعار سنا کر ان کے فکر کی وضاحت کی اور محمد فہیم صاحب نے کتابچہ "اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام" کے حوالہ سے چند منتخب مقامات کی وضاحت کی۔ یہ پروگرام بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ نماز ظہر کے بعد آخری نشست میں محمد فہیم صاحب کے تمام کارروائی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے شرکاء کو سوالات کرنے کی دعوت دی اور اس کے بعد ایک روزہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس دوران خطیب مسجد نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا اور تنظیم کے فکر سے بہت متاثر ہوئے' احباب میں زیادہ تر اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ (رپورٹ : احسان اللہ)

ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے تحریک خلافت پاکستان کا جلسہ

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام فورٹیزن ہال لاہور میں ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے "عظمت مصطفےٰ" کے موضوع پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسے کی صدارت امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ صوفی گروپ آف انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے ڈائریکٹر خالد ہدایت صوفی مہمان خصوصی تھے۔ جلسے کا آغاز قاری اعجاز احمد نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ ظہیر الدین گنائی نے نعت رسول مقبول کی سعادت حاصل کی۔ تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ نے تحریک خلافت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس تحریک کا مقصد نبی اکرم ﷺ کی واضح پیشین گوئیوں کے مطابق کل روئے ارضی پر دین حق کو غالب کرنا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ حضورؐ کا بحیثیت نبی مقام و مرتبہ معین کرنا کسی نبی کے لئے بھی محال عقلی ہے۔ اسی طرح بڑے سے بڑا ولی اور صوفی بھی حضورؐ کے روحانی مقام کا درست ادراک و شعور حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اگر ہم حضورؐ کے ان مقامات کو بیان کریں گے تو شدید خدشہ ہے کہ توہین کے مرتکب ہو جائیں کیونکہ ہم حضورؐ کے ان مقامات کی عظمت کا شعور و ادراک نہیں رکھتے۔ بقول شیخ سعدی ؎ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔ انہوں نے کہا کہ صرف اللہ کی ذات ہی حضورؐ کے اصل مرتبہ و مقام سے واقف ہے۔ البتہ ہماری سمجھ میں حضورؐ کی کوئی شان اگر آ سکتی ہے تو وہ بحیثیت انسان ہے۔ بحیثیت انسان بھی آپؐ کی شان کے بھی کئی حصے کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً بحیثیت سپہ سالار آپؐ کی مہارت کا مشاہدہ کیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسی طرح بحیثیت منصف آپؐ کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ آج دنیا کے عدالتی نظام کی بنیاد آپؐ کے معین کردہ اصولوں پر قائم ہے۔ بحیثیت باپ حضورؐ کا مقام دیکھنا ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے۔ اسی طرح بحیثیت شوہر' بحیثیت معلم' داعی' مربی اور مزکی آپؐ کی شخصیت کی بلندی بھی ایک حد تک ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے۔ تاہم اگر آپؐ کی ان تمام حیثیتوں کو ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو آپؐ کی سب سے اعلیٰ و ارفع حیثیت ایک عظیم انقلاب کے داعی اور ایک عالمگیر انقلاب کے برپا کرنے والے کی ہے۔ یہ وہ حیثیت ہے جس کو آج کی دنیا نے بھی تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے حضورؐ کی عظمت کا اعتراف کرنے والے غیر مسلموں کے اقوال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حقیقی گواہی وہ ہے جو دشمن دے۔ چنانچہ کیمونسٹ ہندو ایم این رائے نے ۱۹۲۰ء میں اپنی Historic Role of Islam میں لکھا ہے کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب صرف حضورؐ نے برپا کیا تھا' جس کے نتیجے میں ایک نیا تمدن' ایک نیا معاشرہ اور ایک نئی تہذیب وجود میں آئی۔

کتاب "دی ہنڈرڈ" کا عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ تاریخ انسانی میں صرف حضرت محمدؐ وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں میں انقلاب برپا کیا۔

اسی طرح حضورؐ کے بارے میں ایچ جی ویلز جیسے متعصبانہ ذہنیت رکھنے والے شخص نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اگرچہ انسان کی حریت و مساوات و اخوت کے وعظ تو بہت کہے گئے لیکن یہ تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں کہ یہ صرف محمدؐ تھے جنہوں نے تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ انہی اصولوں پر معاشرہ قائم کر کے دکھایا۔

انہوں نے کہا کہ آج پھر کل روئے ارضی پر اسی انقلاب کو برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور حضورؐ سے محبت کا اصلی تقاضا یہ ہے کہ ہم دین حق کو غالب کرنے کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیں۔ (رپورٹ : فرقان دانش)

تنظیمی اطلاعات

- جناب شیخ العارفین صاحب امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ نے اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مقامی امارت کی ذمہ داری سے معذرت کی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ان کی معذرت قبول کر لی ہے۔ اور امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کی سفارش کے مطابق جناب عبدالقدیر بٹ صاحب کو امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ مقرر کر دیا ہے۔
- ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور کے نائب مدیر جناب فرقان دانش خان صاحب کو نائب ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی کی ذمہ داری بھی تفویض کر دی گئی ہے۔

وقت کے انتہائی نازک اور حساس موضوع پر
امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک اہم تالیف
شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 27
سالانہ زر تعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس- ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36- کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے ادارت:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

جاگو جگاؤ

ففرّوا اِلی اللّٰہ

—— تحریر: محمد سمیع ——

بعض واقعات زندگی کے ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے تحت الشعور میں جم جاتے ہیں۔ انسان انہیں بھلانا چاہے بھی تو نہیں بھلا سکتا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ہے جو میرے تحت الشعور سے نکل کر آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔ میرا بچپن مشرقی پاکستان (مرحوم) کے دارالحکومت ڈھاکہ میں گزرا ہے۔ اس زمانے میں میرے معمولات میں ایک یہ بھی تھا کہ روزانہ سودا سلف کے لئے ایک مارکیٹ جاتا تھا جو مولوی بازار کے نام سے موسوم تھی۔ یہ ایک بہت بڑی مارکیٹ تھی۔ اس سے متصل کپڑوں کی ایک مارکیٹ تھی جو چوک بازار کہلاتی تھی۔ ایک صبح میں حسب معمول سودا سلف لینے بازار جا رہا تھا کہ ایک وحشتناک منظر سامنے نظر آیا۔ لوگ بے تحاشا بھاگتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ ع یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟ ایک بھاگتے ہوئے شخص کو روک کر میں نے پوچھا' کی بیوپار۔ کی ہوئے چھے (کیا بات ہے؟ کیا ہو گیا؟) "بس ہوئے گئے چھے" کہتا ہوا وہ سرپٹ بھاگا یعنی بس ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ چوک بازار خوفناک آتش زدگی کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ لہٰذا لوگ گھبرا کر بھاگے جا رہے تھے کہ کہیں شعلوں کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔

یہ واقعہ مجھے شب بسری کے پروگرام کے دوران اس وقت یاد آیا جب انجینئر نوید احمد صاحب سورۂ یٰسین کے چوتھے رکوع کا مطالعہ کروا رہے تھے۔ وہ بتا رہے تھے کہ نفخہ اولیٰ کے نتیجہ میں لوگوں پر زبردست گھبراہٹ طاری ہو جائے گی جس کی کیفیت سورۃ الحج کے آغاز میں بیان کی گئی ہے۔ (ترجمہ) "جس روز تم اسے دیکھو گے حال یہ ہو گا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی ایسا سخت ہو گا"۔ فرض کیجئے آج ہندوستان اور پاکستان جس جنگی کیفیت سے گزر رہے ہیں' یکایک ہر طرف سائرن بجنے لگیں تو کیا عالم ہو گا؟ ہر شخص اپنے اپنے کام چھوڑ کر محفوظ جگہوں کی طرف بھاگ کھڑا ہو گا۔ کس طرح کی افراتفری ہو گی۔ انہوں نے کہا اس پر اگر مکمل نہ سہی تو کچھ نہ کچھ تصور ضرور قائم کیا جا سکتا ہے کہ جب آخری نفخہ کے نتیجے میں لوگ اپنی قبروں سے اٹھا کھڑے کئے جائیں گے اور انہیں ہانکتے ہوئے میدان عرفات کی طرف لے جایا جا رہا ہو گا تو کیا منظر ہو گا؟ ایک حدیث کے مطابق قیامت سے قبل ایک آگ نمودار ہو گی جس کے سرخ شعلے لوگوں کو ہانکتے ہوئے لے جائیں گے۔ ساری دنیا آگے آگے بھاگ رہی ہو گی۔ آگ پیچھے پیچھے ہو گی۔ یہ سن کر میرے ذہن میں بچپن کا مذکورہ بالا واقعہ تازہ ہو گیا کہ دوکاندار اور گاہک سب آتشزدگی کے خوف سے بھاگ رہے تھے لیکن اب ذرا سین وسیع ہو گا۔ چند سو افراد کی جگہ اربوں کھربوں افراد بھاگ رہے ہوں گے۔ کاش کہ اس وقت کے آنے سے قبل ہم قرآن کی اس پکار کو سمجھ سکیں۔ ففروا اِلی اللہ۔ لپکو اپنے رب کی طرف' اس کی مغفرت کے امیدوار بن کر۔

—— ان شاء اللہ العزیز ——

حلقہ پنجاب وسطی' تنظیم اسلامی پاکستان کا

دو روزہ علاقائی تربیتی اجتماع

ہفتہ ۱۷/ جولائی (صبح ۹ بجے) سے' اتوار ۱۸/ جولائی (رات ۱۰ بجے) تک

جامع مسجد اقبال نگر' ٹوبہ ٹیک سنگھ

میں منعقد ہو گا' جس میں رفقاءِ حلقہ کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب کی شرکت بھی متوقع ہے۔ اس پروگرام میں تعلیمی' تذکیری اور تربیتی نوعیت کی نشستیں ہوں گی' حلقہ کے بعض رفقاء کے دروس قرآن مجید کے علاوہ رفقاء کا اظہار خیال بھی ہو گا

اتوار قبل از نماز عصر کے پروگرام میں امیر تنظیم اسلامی کی شرکت بھی متوقع ہے

☆ ☆ ☆

اس دو روزہ اجتماع کا اختتامی پروگرام

اتوار ۱۸ جولائی ۹۹ء بعد نماز مغرب منعقد ہو گا جس میں

عالمی یہودی استعمار کا سیلاب اور ہماری ذمہ داریاں

کے موضوع پر داعی تحریک خلافت' امیر تنظیم اسلامی اور صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

کا خطاب عام ہو گا

اہل علم خواص اور ملت کے دردمند عوام سے شرکت کی اپیل ہے!

رفقائے تنظیم اسلامی اسرہ ٹوبہ : فون : 511752-511802